تلخیص: منیة اللبیب ان التشریع بید الحبیب

(عقلمند کا مقصد کہ بے شک احکام شرع حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہیں)

ابو بنتین محمد فراز عطاری مدنی عفی عنہ

 +923212094919

youtube.com/farazattarimadani facebook.com/farazattarimadani

پیش لفظ

اعلی حضرت امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا علمی مقام کسی سے چھپا ہوا نہیں لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر عوام تو عوام خواص میں سے بھی ہر ایک سمجھ لے یہ مشکل معاملہ ہے بالخصوص آپ کے جوابات کا مجموعہ فتاوی رضویہ شریف۔ الحمدللہ دعوت اسلامی میں آکر بہت سوں نے جہاں پہلی بار اعلی حضرت اور فتاوی رضویہ شریف کا نام سنا وہیں بہت سوں کو اس کے پڑھنے کا جذبہ بھی حاصل ہوا۔ آج کے دور میں کئی ایک مسائل و عقائد کے معاملے میں ہماری عوام کو گمراہ کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ بعض سنی کہلانے والے اعلی حضرت کا نام لینے والے اعلی حضرت کی تعلیمات کے خلاف بیان کر رہے ہوتے ہیں۔ لہذا اس جیسی چند وجوہات کے پیش نظر میں نے یہ ذہن بنایا کہ جتنا ہو سکے اعلی حضرت کے رسالوں کو آسان کر

کے بالخصوص عوام اور بالعموم تمام تک پہنچایا جائے تاکہ وہ اعلی حضرت کے رسالوں کو پڑھنے کی پیاس بھی بجھا سکیں اور خاص کر آج کے دور میں اعلی حضرت کی تعلیمات کو پڑھ کر اپنے ذہنوں میں عقائد اہلسنت کو راسخ کر سکیں تاکہ کوئی اعلی حضرت کا نام لے کر لوگوں کو گمراہ نہ کر سکے۔ الحمد للہ اب تک 3 رسالوں کی تلخیص و تسہیل پی ڈی ایف کی صورت میں آچکی ہے جس کا لنک آخر میں دیا گیا ہے اور اب یہ چوتھا رسالہ آپ کے پاس موجود ہے۔ اللہ پاک سے دعا ہے اللہ پاک اس رسالے کے فیضان سے عوام و خواص کو مالامال فرمائے اور اپنی بارگاہ میں قبول فرما کر بخشش کا ذریعہ بنادے۔

تعارف

یہ رسالہ اصل میں ایک دوسرے رسالے کے ضمن میں لکھا گیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم دافع البلاء ہیں اس کے ثبوت میں اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ تحریر فرمایا جس کا نام ہے "الامن والعلی لناعتی المصطفی بدافع البلاء" جس کی تلخیص میں نے دافع البلاء کے نام سے کی۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ کی عطاؤں کے واقعات اور دلائل بیان کرتے ہوئے اعلی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیارات والی احادیث کو بیان کرنا شروع کیا تو وہ اختیارات جو احکام شرع سے متعلق ہیں یعنی کسی چیز کو حلال یا حرام کرنا اس پر پورا رسالہ بن گیا جس کا نام اعلی حضرت رحمۃ اللہ نے "منیۃ اللبیب ان التشریع بید الحبیب" رکھا یعنی عقلمند کا مقصد کہ بے شک احکام شرع حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہیں" اور میں نے اس کی تلخیص و تسہیل کرتے ہوئے اس کا نام رکھا ہے "نبی مختار کل ہیں۔"

حدیث 1: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اللہ پاک کی بارگاہ میں عرض کی: الٰہی! بیشک ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ معظمہ کو حرم کر دیا اور میں ان دونوں پتھریلے کناروں (یعنی مدینہ طیبہ) کے درمیان جو کچھ ہے اسے حرم بناتا ہوں۔ (بخاری / مسلم)

حدیث 2: بیشک ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ معظمہ کو حرم بنادیا اور اس کے رہنے والوں کے لیے دعا فرمائی، اور بیشک میں نے مدینہ طیبہ کو حرم کر دیا جس طرح انہوں نے مکے کو حرم کیا اور میں نے اس کے صاع و مد (پاؤ / کلو کی طرح وزن کے پیمانے) میں اس سے دگنی (double) برکت کی دعا کی جو دعا انہوں نے اہل مکہ کے لیے کی تھی۔ (بخاری / مسلم)

حدیث 3: حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے عرض کی: الٰہی! بیشک ابراہیم تیرے خلیل اور تیرے نبی ہیں اور تو نے ان کی زبان پر مکہ معظمہ کو حرم کیا، الٰہی! اور میں تیرا بندہ اور تیرا نبی ہوں میں مدینہ طیبہ کی دونوں حدوں کے اندر ساری زمین کو حرم بناتا ہوں۔ (بخاری / مسلم)

حدیث4: الٰہی ! بیشک میں نے تمام مدینہ کو حرم کر دیا جس طرح تو نے زبان ابراہیم پر حرم محترم (مکہ) کو حرم بنایا۔ (مسلم)

حدیث 5: بیشک ابراہیم نے بیت اللہ کو حرم اور امن والا کر دیا اور میں نے مدینہ طیبہ کو حرم کیا کہ اس کے خاردار درخت بھی نہ کاٹے جائیں اور اس کے جانور شکار نہ کئے جائیں۔ (مسلم)

حدیث6: رافع بن خدیج رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا: بیشک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے تمام مدینہ طیبہ کو حرم بنا دیا۔ (مسلم)

حدیث 7: بیشک میں حرم بناتا ہوں دو پتھریلی زمینوں مدینہ کے درمیان کو کہ اس کی ببولیں نہ کاٹی جائیں اور اس کا شکار نہ مارا جائے۔ (مسلم)

نوٹ: اس مفہوم کی کئی احادیث یہاں ذکر کی گئی ہیں۔

بعض روایات میں خود نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے مدینہ طیبہ کو حرم کر دیا، بعض میں صحابہ کرام رضی اللہ عنھم نے کہا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینے کو حرم کر دیا۔ شروع کی روایات میں تو حضرت ابراہیم علیہ الصلوۃ و السلام کے بارے میں بھی یہی فرمایا کہ انہوں نے مکہ کو حرم کر دیا انہوں نے امن والا بنادیا حالانکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود ارشاد فرماتے ہیں: بیشک مکہ معظمہ کو اللہ پاک نے حرم کیا ہے کسی آدمی نے نہیں کیا۔ (بخاری)

یہ نسبت کرنا ہی ہمارے رسالے کا خاص مقصد ہیں مگر یہ بدمذہبوں کی جان پر شدید آفت ہے۔

یہ یاد رکھا جائے کہ اس کے علاوہ اور بہت سی روایات اس مضمون کی صحاح ستہ اور اس کے علاوہ کتابوں میں موجود ہیں۔

حدیث 8- اللہ تعالیٰ روز قیامت اس بقیع اور اس حرم سے ستر ہزار شخص ایسے اٹھائے گا کہ بے حساب جنت میں جائیں گے اور ان میں ہر ایک ستر ہزار کی شفاعت کرے گا ان کے چہرے چودھویں رات کے چاند کی طرح ہوں گے۔ (مسند الفردوس)

نوٹ: اعلی حضرت رحمتہ اللہ علیہ نے اور بھی روایات نقل کی ہیں میں نے مختصر رکھنے کی وجہ سے وہ سب ذکر نہیں کیں۔

اگر وہ حدیثیں بیان کی جائیں جس میں مکہ شریف و مدینہ پاک کو حرمین فرمایا تو تعداد بہت زیادہ ہو جائے گی اور حدیثیں اس معاملے میں حد تواتر (اصول حدیث کی ایک اصطلاح) پر ہیں۔ تو یقیناً ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ طیبہ کے جنگل کا تاکید اور اہتمام کے ساتھ وہی ادب مقرر فرمایا جو مکہ معظمہ کے جنگل کا ہے۔ لیکن بدمذہبوں کے امام نے تو یہاں تک لکھ دیا کہ آس پاس کے جنگل کا ادب کرنا یعنی وہاں شکار نہ کرنا، درخت نہ کاٹنا، یہ کام اللہ پاک نے اپنی عبادت کے لئے بتائے ہیں پھر جو کوئی کسی پیر، پیغمبر یا بھوت و پری کے مکانوں کے آس پاس کے جنگل کا ادب کرے تو اس پر شرک ثابت ہے۔ (تقویۃ الایمان)

اب دیکھیے کہ ان کے شرک کا حکم کہاں تک پہنچ رہا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینے پاک کا ادب سکھا رہے ہیں اور یہ ناپاک لوگ اپنے شرک کا فتوی لگا رہے ہیں اس لئے ہم کہتے ہیں ان کا ناپاک مذہب شرک کے فتوے لگانے کے لئے ہی نکلا ہے۔

مسلمانو! صرف یہ مت سمجھنا کہ اس گمراہ کے نزدیک حرم مدینہ کا ادب ہی شرک ہے نہیں نہیں بلکہ اس کے مذہب میں تو جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لئے مدینے شریف کو جائے اگرچہ چار پانچ کلو میٹر ہی کے فاصلے سے اس پر راستے میں بے ادبیاں کرنا فرض اور ایمان کا حصہ ہے یہاں تک کہ اگر آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی نیت سے باادب ہو کر جائے تو ان کے نزدیک مشرک ہو جائے گا۔ اسی کتاب

میں یہ بھی کہ دیا کہ راستے میں فضول باتوں سے بچنا بھی اللہ نے اپنی عبادت کے لئے لوگوں کو بیان کیاہے جو کسی نبی یا پیر کے لئے ایسا کرے اس پر شرک ثابت ہو گا حالانکہ یہ رب پر جھوٹ باندھنا ہے۔

انصاف کیجئے! کیا عبادت کے کاموں سے بچنا انبیاء و اولیاء ہی کے معاملے سے خاص ہے؟ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ شرک کے کام جائز ہو جائیں گے کیا؟ نہیں نہیں جو شرک ہے ہر غیر خدا کے ساتھ شرک ہے، تو اب مطلب تو یہ ہوا کہ کسی پیر یا مرید دوست یا رشتے دار کے پاس جائیں تو راستے میں لڑتے ہوئے ایک دوسرے کا گھر پھوڑتے جائیں ورنہ دیکھیں بد مذہبوں کے فتوے کے مطابق مشرک نہ ہو جائیں۔

تکمیل

میں (اعلی حضرت) کہتا ہوں حکم الٰہی دو قسم کے ہیں:

ایک **تکوینیہ** جیسے زندہ کرنا، موت دینا، حاجت پوری کرنا، مصیبت دور کرنا، رزق ومال ونعمت وفتح وغیرہ عالم کے معاملات۔

دوسرے **تشریعیہ** جیسے کسی کام کو فرض یا حرام یاواجب یامکروہ یا مستحب یامباح کر دینا۔

مسلمانوں کے سچے دین میں ایک دونوں قسموں کا ایک ہی حکم ہے کہ غیر خدا کی طرف ذاتی (بغیر کسی کے عطا کے) طور پر احکام تشریعی کی نسبت کرنا بھی شرک ہے۔

اللہ پاک نے فرمایا: اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ۔

بلکہ کافروں کے کچھ ساتھی ہیں جنہوں نے ان کے لیے دین کا وہ راستہ مقرر کر دیا ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی۔ (الشوری: 21)

اور عطائی طور پر تکوینی معاملات کی نسبت بھی شرک نہیں۔ فرمایا:

فَالْمُدَبِّرٰتِ اَمْرًا(۵)

پھر کائنات کا نظام چلانے والوں کی (قسم)۔ (النازعات: 5)

شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت امیر (مولا علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم) اور ان کی اولاد کو تمام امت اپنے مرشد جیسا سمجھتی ہے اور امور تکوینیہ کو ان سے وابستہ جانتی ہے۔ (تحفہ اثنا عشریہ)

لیکن اپنے مذہب سے ہی ناواقف بد مذہب ان دونوں قسموں میں فرق کرتے ہیں، اگر یہ کہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات فرض کی یا فلاں کام حرام کر دیا تو شرک نہیں سوجھتا اور اگر کہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نعمت دی یا غنی کر دیا تو فورا شرک کا فتوی لگا دیں گے۔ یہ ان کی جہالت ہی نہیں خود اپنے مذہب میں کچا پن ہے۔ جب ذاتی اور عطائی کا فرق انہوں نے خود ختم کر دیا پھر دونوں حکموں میں فرق

کیسا؟سب پر ایک ہی حکم لگے گا، آخر ان بد مذہبوں کا امام مطلقا کہہ گیا کہ:"کسی کام میں نہ بالفعل ان کو دخل ہے اور نہ اس کی طاقت رکھتے ہیں"

اور کہا:"کسی کام کو روا(جائز) یا ناروا(ناجائز) کر دینا اللہ ہی کی شان ہے"۔

بالکل واضح کہا : "کسی کی راہ و رسم (طور طریقے) کو ماننا اور اسی کے حکم کو اپنی سند(دلیل) سمجھنا یہ بھی انہیں باتوں میں سے ہے کہ خاص اللہ نے اپنی تعظیم کے واسطے ٹھہرائی ہیں تو جو کوئی یہ معاملہ کسی مخلوق سے کرے تو اس پر بھی شرک ثابت ہے"۔

اور آگے اس کا قول:"سو اللہ کے حکم پہنچنے کی راہ بندوں تک رسول ہی کا خبر دینا ہے۔" اس میں وہ رسول کو حاکم نہیں مانتا صرف خبر دینے والا مانتا ہے اور پہلے یہ کہ چکا ہے کہ: "پیغمبر کا اتنا ہی کام ہے کہ برے کام پر ڈرا دیوے اور بھلے کام پر خوشخبری سنا دیوے۔"

اور کہا:"انبیاء اور اولیاء کو جو اللہ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ اللہ کی راہ بتاتے ہیں اور برے بھلے کاموں سے واقف ہیں سو لوگوں کو سکھلاتے ہیں۔"(تقویۃ الایمان)

لہذا مناسب یہ ہے کہ بعض احادیث وہ ذکر کی جائیں جن میں احکام تشریعیہ کی نسبت صریح(واضح) ہے اور ساتھ میں کچھ آیتوں کا ذکر کرنا بھی بہتر رہے گا مگر پہلے وہ آیات جس میں موت دینے کی نسبت فرشتوں کی طرف کی گئی ہے اس کو بیان کرتے ہیں

پھر مزید کچھ آیات بیان کرنے کے بعد اپنے مقصود یعنی احکام تشریعیہ کے بیان کو آیات واحادیث سے مسلسل جاری رکھیں گے۔

آیت1: اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ

بیشک وہ لوگ جن کی جان فرشتے قبض کرتے ہیں۔(النساء:97)

آیت2: وَ لَوْ تَرٰۤى اِذْ یَتَوَفَّى الَّذِیْنَ كَفَرُوا ۙ الْمَلٰٓىٕكَةُ

اور اگر آپ دیکھتے جب فرشتے کافروں کی جان نکالتے ہیں۔(الانفال:50)

آیت3: كَذٰلِكَ یَجْزِی اللّٰهُ الْمُتَّقِیْنَۙ(۳۱)الَّذِیْنَ تَتَوَفّٰىهُمُ الْمَلٰٓىٕكَةُ طَیِّبِیْنَۙ۔

اللہ پرہیزگاروں کو ایسا ہی صلہ دیتا ہے۔ فرشتے ان کی جان پاکیزگی کی حالت میں نکالتے ہیں۔(النحل:31اور32)

آیت4:الٓرٰ- كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِ جَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِۙ(۱)

"الر"، یہ ایک کتاب ہے جو ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تاکہ تم لوگوں کو ان کے رب کے حکم سے اندھیروں سے اجالے کی طرف، اس (اللہ) کے راستے کی طرف نکالو جو عزت والا، سب خوبیوں والا ہے۔ (ابراہیم:1)

آیت5:وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَاۤ اَنْ اَخْرِ جْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ

اور بیشک ہم نے موسیٰ کو اپنی نشانیاں دے کر بھیجا کہ اپنی قوم کو اندھیروں سے اجالے میں لاؤ۔ (ابراہیم:5)

میں (اعلیٰ حضرت) کہتا ہوں: اندھیرے سے مراد کفر و گمراہی ہے اور روشنی ایمان و ہدایت جس کو عزت والے رب کا راستہ فرمایا گیا اور ایمان و کفر میں واسطہ نہیں، ایک (کفر) سے نکلنا یقینا دوسرے (ایمان) میں داخل ہونا ہے۔ تو آیت کریمہ میں واضح بیان ہے کہ بنی اسرائیل کو موسی علیہ السلام نے کفر سے نکالا اور ایمان کی روشنی دے دی۔، اس امت کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کفر سے نکالتے اور ایمان عطا

فرماتے ہیں، اگر انبیاء کرام علیھم السلام کا یہ کام نہ ہوتا انہیں اس کی طاقت نہ ہوتی تو
اللہ پاک کا انہیں یہ حکم فرمانا کہ کفر سے نکالو معاذ اللہ ایسا حکم ہوتا جس کی بندے کو
طاقت نہیں۔(اصطلاح میں اسے تکلیف مالا یطاق کہتے ہیں)

الحمد للہ قرآن پاک نے بدمذہبوں کے امام کی اس بات کی کیسی تکذیب فرمائی کہ:
"پیغمبر خدا نے بیان کر دیا کہ مجھ کو نہ قدرت ہے نہ کچھ غیب دانی(علم غیب)، میری
قدرت کا حال تو یہ ہے کہ اپنی جان تک کے نفع و نقصان کا مالک نہیں تو دوسرے کا تو کیا
کر سکوں۔غرض کہ کچھ قدرت مجھ میں نہیں، فقط پیغمبری کا مجھ کو دعوٰی ہے اور پیغمبر کا
اتنا ہی کام ہے کہ برے کام پر ڈرا دیوے اور بھلے کام پر خوشخبری سنا دیوے دل میں
یقین ڈال دینا میرا کام نہیں انبیاء میں اس بات کی کچھ بڑائی نہیں کہ اللہ نے عالم میں
تصرف کی کچھ قدرت دی ہو کہ مرادیں پوری کر دیویں یا فتح و شکست دے دیویں یا غنی
کر دیویں یا کسی کے دل میں ایمان ڈال دیویں ان باتوں میں سب بندے بڑے
اور چھوٹے برابر ہیں عاجز اور بے اختیار"۔(تقویۃ الایمان)

مسلمانو! اس گمراہ کے ان الفاظ کو دیکھو اور ان آیتوں اور حدیثوں کو دیکھو جو اس
رسالے اور پچھلے رسالے(دافع البلاء) میں بیان کی گئیں یہ کس قدر اللہ و رسول کو جھٹلا
رہا ہے، خیر اسے اس کے انجام کے حوالے کریں، اور ہم اس رب کا شکر ادا کریں جس

نے ہمیں ایسے کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے ایمان دلوایا ان کے کرم سے امید ہے اللہ پاک کی مدد سے ایمان سلامت بھی رہے گا۔

تو نے اسلام دیا تو نے جماعت میں لیا

تو کریم اب کوئی پھرتا ہے عطیہ تیرا

ہاں یہ بات ہے کہ عطائے ذاتی اللہ پاک کا خاصہ ہے، قرآن میں فرمایا:**اِنَّكَ لَا تَهْدِیْ مَنْ اَحْبَبْتَ** بیشک ایسا نہیں ہے کہ تم جسے چاہو اسے اپنی طرف سے ہدایت دیدو۔(القصص:56)

یہاں یہی مراد ہے کہ اللہ کی عطا کے بغیر نہیں دے سکتے اور یہ ایمان کے ساتھ خاص نہیں ایک روپیہ بھی کوئی اللہ کی عطا کے بغیر اپنی ذات سے کسی کو نہیں دے سکتا۔یہی فرق ہے جسے نہ سمجھ کر بدمذہب ہر جگہ گمراہ ہوئے۔

اب وہ آیات واحادیث بیان کی جاتی ہیں جس میں حلال وحرام کا اختیار نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بھی ثابت ہوتا ہے۔

آیت 1: قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰہِ وَ لَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ

وہ لوگ جنہیں کتاب دی گئی ان میں سے جو اللہ پر ایمان نہیں لاتے اور نہ ہی آخرت کے دن پر اور نہ وہ ان چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں جنہیں اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیاہے۔(التوبہ:29)

آیت 2: وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْؕ-وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا مُّبِیْنًاؕ(۳۶)

اور کسی مسلمان مرد اور عورت کیلئے یہ نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی بات کا فیصلہ فرمادیں تو انہیں اپنے معاملے کا کچھ اختیار باقی رہے اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم نہ مانے تووہ بیشک صریح گمراہی میں بھٹک گیا۔(الاحزاب:36)

یہاں مفسرین فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اسلام سے پہلے زید بن حارثہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کو خرید کر آزاد فرمایا اور متبنّٰی(منہ بولا بیٹا) بنایا تھا، حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ تعالٰی عنہا جو کہ حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی پھوپھی امیہ

بنت عبد المطلب کی بیٹی تھیں سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انہیں حضرت زید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے نکاح کا پیغام دیا، پہلے توراضی ہوئیں اس گمان سے کہ حضور اپنے لئے فرمارہے ہیں، جب معلوم ہوا کہ زید رضی اللہ تعالٰی عنہ کے لئے فرمارہے ہیں تو انکار کردیا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! میں حضور کی پھوپھی کی بیٹی ہوں ایسے شخص کے ساتھ اپنا نکاح پسند نہیں کرتی، اور ان کے بھائی عبد اللہ بن جحش رضی اللہ تعالٰی عنہ نے بھی اسی وجہ پر انکار کیا، اس پر یہ آیہ کریمہ اتری، اسے سن کر انہوں نے توبہ کی اور نکاح ہو گیا۔

ظاہر ہے کہ کسی عورت پر اللہ پاک کی طرف سے فرض نہیں کہ فلاں سے ہی نکاح کرے خصوصاً جبکہ وہ اس کا کفو (برابر) نہ ہو خصوصاً جبکہ عورت کی شرافت بلند و بالاتر ہو، لیکن اپنے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا دیا ہوا پیغام نہ ماننے پر اللہ پاک نے بالکل وہی الفاظ ارشاد فرمائے جو اللہ پاک کے کسی فرض کیے ہوئے کام کو چھوڑنے پر فرمائے جاتے تھے اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نام پاک کے ساتھ اپنا نام مبارک بھی شامل فرمایا یعنی رسول جو بات تمہیں فرمائیں وہ اگر ہمارا فرض نہ تھی تو اب ان کے فرمانے سے فرض قطعی ہو گئی مسلمانوں کو اس کے انکار کا بالکل اختیار نہ رہا جو نہ مانے گا صریح گمراہ ہو جائے گا دیکھو رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے حکم دینے سے کام فرض ہو جاتا ہے اگرچہ اصل میں خدا کا فرض نہ تھا ایک مباح و جائز معاملہ تھا، اسی وجہ سے

علمائے کرام خدا اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کے فرض میں فرق فرماتے ہیں کہ خدا کا کیا ہوا فرض اس فرض سے زیادہ قوی ہے جسے رسول نے فرض کیا ہے۔ اور اس بات کو واضح فرماتے ہیں کہ احکام شریعت حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سپرد کر دیے گئے ہیں جو بات چاہیں واجب کر دیں جو چاہیں ناجائز فرمادیں، جس چیز یا جس شخص کو جس حکم سے چاہیں مستثنیٰ (الگ) فرمادیں۔

امام عارف باللہ سید عبد الوہاب شعرانی قدس سرہ الربانی میزان الشریعۃ الکبریٰ باب الوضو میں حضرت سیدی علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل فرماتے ہیں: امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان بڑے اماموں میں سے ہیں جو اللہ پاک کا بہت زیادہ ادب رکھتے تھے اسی وجہ سے امام اعظم نے وضو میں نیت کو فرض نہ کیا اور وتر کا نام واجب رکھا، یہ دونوں (وضو میں نیت اور وتر) سنت سے ثابت ہیں نہ کہ قرآن عظیم سے، تو امام اعظم نے ان احکام سے یہ ارادہ کیا کہ اللہ پاک کے فرض اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے فرض میں فرق کر دیں اس لئے کہ خدا کا فرض کیا ہوا اس سے زیادہ تاکید والا ہے جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خود اپنی طرف سے فرض کر دیا جبکہ اللہ پاک نے حضور کو اختیار دے دیا تھا کہ جس بات کو چاہیں واجب کر دیں جسے نہ چاہیں نہ کریں۔

آگے فرماتے ہیں: اللہ پاک نے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو یہ منصب دیا تھا کہ شریعت میں جو حکم چاہیں اپنی طرف سے مقرر فرمادیں جس طرح حرم مکہ کے نباتات کو حرام فرمانے کی حدیث میں ہے کہ جب حضور نے وہاں کی گھاس وغیرہ کاٹنے سے ممانعت فرمائی حضور کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! اذخر گھاس کو اس حکم سے نکال دیجئے۔ فرمایا: اچھا نکال دی، اس کا کاٹنا جائز کردیا۔ اگر اللہ پاک نے حضور کو یہ رتبہ نہ دیا ہوتا کہ اپنی طرف سے جو شریعت چاہیں مقرر فرمائیں تو حضور ہرگز جرأت نہ فرماتے کہ جو چیز خدا نے حرام کی اس میں سے کچھ مستثنٰی فرمادیں۔ (میزان الشریعۃ الکبری)

میں (اعلی حضرت) کہتا ہوں کہ یہ مضمون کئی احادیث صحیحہ میں ہے:

1: عباس رضی اللہ تعالٰی عنہ نے عرض کی یارسول اللہ! مگر اذخر کہ وہ ہمارے سناروں اور قبروں کے کام آتی ہے۔ فرمایا: مگر اذخِر (یعنی اس کو حلال کردیا)۔ (بخاری)

2: ایک قریش کے مرد نے عرض کی: مگر اذخر یارسول اللہ کہ ہم اسے اپنے گھروں اور قبروں میں استعمال کرتے ہیں۔ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا: مگر اذخر مگر اذخر۔ (بخاری)

میزان الشریعہ الکبری میں شریعت کی کئی قسمیں بیان کیں، ایک وہ جس پر وحی وارد ہوئی، دوسری قسم وہ ہے جس میں مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو ان کے رب نے اجازت عطا فرمادی کہ خود اپنی رائے سے جو راہ چاہیں قائم فرمادیں، مردوں پر ریشم کا پہننا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی طور پر حرام فرمایا اور اسی حرمت مکہ سے اذخر گھاس کو الگ فرمادیا۔ اگر اللہ پاک نے مکہ معظمہ کی ہر جڑی بوٹی کو حرام نہ کیا ہوتا تو حضور کو اذخر کے مستثنٰی فرمانے کی کیا حاجت ہوتی۔ اور اسی قسم سے ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد کہ اگر امت پر مشقت کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں عشاء کی نماز کو تہائی رات تک موخر کر دیتا۔ اوراسی قسم سے ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرض حج بیان فرمایا کسی نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا حج ہر سال فرض ہے؟ فرمایا: نہ، اور اگر میں ہاں کہہ دوں تو ہر سال فرض ہو جائے گا اور پھر تم کر نہیں سکو گے اور یہی وجہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت پر آسانی فرماتے اور مسائل زیادہ پوچھنے سے منع کرتے اور فرماتے مجھے چھوڑ دو جب تک میں تمہیں چھوڑے رہوں۔ (اس کی وضاحت آگے آئے گی)

میں (اعلی حضرت) کہتا ہوں: یہ مضمون بھی کہ "میں نماز عشا کو مؤخر (late) فرمادیتا" بہت ساری احادیث صحیحہ میں ہے۔

3: اگر کمزور کی کمزوری اور بیمار کی بیماری کا لحاظ نہ ہوتا تو میں نمازِ عشا کا وقت آگے کر دیتا۔ (المعجم الکبیر)

4: اگر کمزور کی کمزوری اور بیمار کی بیماری اور کام کرنے والوں کے کام کا خیال نہ ہوتا تو میں اس نماز کو آدھی رات تک موخر کر دیتا۔ (ابو داؤد)

مزید اور احادیث اس مضمون کی آگے آئیں گی ان شاء اللہ۔

اس کے علاوہ یہ مضمون کہ "میں ہاں فرمادوں تو حج ہر سال فرض ہو جائے" کئی صحیح احادیث میں موجود ہے۔

5: ہر سال (حج) فرض نہیں اور اگر میں ہاں کہہ دوں تو فرض ہو جائے گا۔ (مسلم)

6: اگر میں ہاں فرمادوں تو واجب ہو جائے اور اگر واجب ہو جائے تو ادا نہ کر سکو گے اور اگر ادا نہ کرو گے تو عذاب ہو گا۔ (ابن ماجہ)

اور آخری مضمون کہ "مجھے چھوڑے رہو" یہ بھی مسلم شریف میں ہے:

7: اگر میں ہاں فرماتا تو ہر سال واجب ہو جاتا اور بے شک تم نہ کر سکتے۔
پھر فرمایا: مجھے چھوڑے رہو جب تک میں تمہیں چھوڑے رہوں کہ پچھلی امتیں زیادہ سوالات اور اپنے انبیاء سے اختلاف کرنے کی وجہ سے ہلاک ہوئیں تو جب میں تمہیں کسی بات کا حکم فرماؤں تو جتنا ہو سکے حکم مانو اور جب کسی بات سے منع کروں تو اسے چھوڑ دو۔ (ابن ماجہ)
یعنی جس بات میں میں تم پر واجب ہونے یا حرام ہونے کا حکم نہ کروں اسے کھود کھود کر نہ پوچھو کہ پھر واجب حرام کا حکم فرمادوں گا تو تم پر تنگی ہو جائے گی۔ یہاں سے بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے جس بات کا نہ حکم دیا نہ منع فرمایا وہ مباح اور جائز ہے۔ بد مذہب اسی اصل قاعدے سے جاہل ہو کر ہر جگہ پوچھتے ہیں خدا اور رسول نے اس کا کہاں حکم دیا ہے۔ ان بے وقوفوں کو اتنا ہی جواب کافی ہے کہ خدا و رسول نے کہاں منع کیا ہے، جب حکم نہ دیا نہ منع کیا تو جائز رہا، تم جو ایسے کاموں کو منع کرتے ہو اللہ و رسول پر جھوٹ باندھتے ہو بلکہ خود شارع (شریعت کا حکم کرنے والے) بنتے ہو کہ شارع صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے منع نہیں کیا اور تم منع کر رہے ہو۔ مجلس

میلاد مبارک و قیام و فاتحہ و سوئم وغیرہا مسائل بدعت سب اسی اصل قاعدے کے تحت آتے ہیں۔

امام احمد قسطلانی فرماتے ہیں: نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کے خصائص کریمہ سے ہے کہ حضور شریعت کے عام احکام سے جسے چاہتے مستثنٰی (الگ) فرما دیتے ہیں۔ (المواہب اللدنیۃ)

علامہ زرقانی نے شرح میں یہاں یہ اضافہ فرمایا: احکام ہی کی خصوصیت نہیں حضور جس چیز سے چاہیں جسے چاہیں خاص فرمادیں۔ (شرح الزرقانی)

امام جلیل جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے خصائص الکبریٰ شریف میں ایک باب بنایا: باب اس بیان کا کہ خاص نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو یہ منصب حاصل ہے کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں۔ (الخصائص الکبریٰ)

امام قسطلانی نے اس کی مثال میں پانچ واقعے ذکر کئے اور امام جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ علیہ نے دس بیان کیے پانچ وہی والے اور پانچ اس کے علاوہ۔ فقیر (اعلی حضرت) نے ان اضافے والے پانچ میں سے تین ذکر نہیں کیے اور اس کے علاوہ پندرہ اور ذکر کئے اور ان کی احادیث کو جمع کیا کہ بائیس واقعے ہوگئے اور ہر واقعے کی تفصیل حدیث سے سنئے:

1: حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان کے ماموں ابو بُردہ بن نیاز رضی اللہ عنہ نے نماز عید سے پہلے قربانی کرلی تھی جب معلوم ہوا کہ یہ درست نہیں تو عرض کی: یارسول اللہ! قربانی تو میں کرچکا اب میرے پاس چھ مہینے کا بکری کا بچہ ہے مگر ایک سال والے سے اچھا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی جگہ اسے کردو اور ہرگز اتنی عمر کی بکری تمہارے بعد کسی کے لئے قربانی میں جائز نہیں ہوگی۔(بخاری)

ارشاد الساری میں اس کی شرح کرتے ہوئے فرمایا: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک خصوصیت ابو بردہ کو عطا کی جس میں دوسرے کا حصہ نہیں اس لئے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو اختیار تھا کہ جسے چاہیں جس حکم سے چاہیں خاص فرمادیں۔(ارشاد الساری)

2- ام عطیہ رضی اللہ عنھا سے روایت ہے کہ جب عورتوں سے بیعت لینے کی آیت اتری اور اس میں ہر گناہ سے بچنے کی شرط تھی اور مردے پر چیخ کر رونا بھی منع تھا میں نے عرض کی: یارسول اللہ! فلاں گھر والوں کو اس حکم سے الگ فرمادیجئے کہ انھوں نے زمانہ جاہلیت میں میرے ساتھ مل کر میری ایک میت پر نوحہ کیا تھا تو مجھے ان کی میت پر نوحے میں ان کا ساتھ دینا ضروری ہے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اچھا وہ الگ کردیے۔(مسلم)

اور نسائی میں ہے کہ ارشاد فرمایا: جاؤ ان کا ساتھ دے آؤ۔
یہ گئیں اور وہاں نوحہ کر کے پھر واپس آکر بیعت کی۔ (نسائی)
ترمذی کی روایت میں ہے: نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں نوحہ کی اجازت دے دی۔ (ترمذی)
مسند احمد میں ہے، فرمایا: جاؤ ان کا بدلہ اتار آؤ۔ (مسند احمد بن حنبل)
امام نووی اس حدیث کے تحت فرماتے ہیں: یہ حضور نے خاص رخصت ام عطیہ کو دے دی تھی خاص آل فلاں کے بارے میں کہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو اختیار ہے کہ عام حکموں سے جو چاہے خاص فرمادیں۔ (شرح صحیح مسلم)

3: اسماء بنت عمیس رضی اللہ تعالٰی عنہا سے ہے جب ان کے شوہر اول جعفر طیار رضی اللہ تعالٰی عنہ شہید ہوئے سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: تین دن سنگار سے الگ رہو پھر جو چاہو کرو۔ (الطبقات الکبرٰی)
یہاں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کو اس حکم عام سے الگ فرمادیا کہ عورت کو شوہر پر چار مہینے دس دن سوگ واجب ہے مگر ان کے لئے تین دن سوگ کے قرار دیے۔

4: ابو نعمان ازدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، ایک شخص نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا تو سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: مہر دو۔ عرض کی: میرے پاس کچھ نہیں۔ فرمایا: کیا تجھے قرآن عظیم کی کوئی سورت نہیں آتی، وہ سورۃ سکھانا ہی اس کا مہر کر، اور تیرے بعد یہ مہر کسی اور کو کافی نہیں۔(الاصابۃ فی تمیز الصحابۃ)

5: سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک اعرابی سے گھوڑا خرید اوہ بیچ کر بعد میں انکار کرنے لگ گیا اور گواہ مانگا، جو مسلمان آتا اعرابی کو جھڑکتا کہ خرابی ہو تیرے لئے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حق کے سوا کیا فرمائیں گے (مگر گواہی نہیں دیتا کہ کسی کے سامنے کا واقعہ نہ تھا) اتنے میں خزیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حاضر بارگاہ ہوئے گفتگو سن کر بولے میں گواہی دیتا ہوں کہ تُو نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہاتھ بیچا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم موجود تو تھے ہی نہیں تم نے گواہی کیسے دی؟ عرض کی: یارسول اللہ! میں حضور کی تصدیق سے گواہی دے رہا ہوں میں حضور کے لائے ہوئے دین پر ایمان لایا ہوں اور یقین جانا کہ حضور حق ہی فرمائیں گے میں آسمان وزمین کی خبروں پر حضور کی تصدیق کرتا ہوں کیا اس اعرابی کے مقابلے میں تصدیق نہ کروں۔(ابوداود)

اس کے انعام میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ہمیشہ ان کی گواہی دومرد کی شہادت کے برابر فرمادی اورارشاد فرمایا: خزیمہ جس کسی کے فائدے یانقصان کی گواہی دیں ایک انہیں کی شہادت کافی ہے۔(المعجم الکبیر)

ان احادیث سے ثابت کہ حضور نے قرآن عظیم کے حکم عام سے حضرت خزیمہ کو مستثنیٰ فرمادیا۔

وَّ اَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْكُمْ اور اپنوں میں سے دو عادل گواہ بنالو۔(الطلاق:2)

6: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے کہ ایک شخص نے بارگاہ اقدس میں حاضر ہوکر عرض کی : یارسول اللہ! میں ہلاک ہوگیا۔ فرمایا: کیا ہوا ؟ عرض کی: میں نے رمضان میں اپنی عورت سے نزدیکی کی۔ فرمایا: غلام آزاد کرسکتا ہے ؟ عرض کی: نہیں فرمایا: لگاتار دو مہینے کے روزے رکھ سکتا ہے ؟ عرض کی: نہیں۔ فرمایا: ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے ؟ عرض کی: نہیں۔ اتنے میں کھجوریں خدمت اقدس میں لائی گئیں تو حضور نے فرمایا: انہیں خیرات کردے۔ عرض کی: اپنے سے زیادہ کسی محتاج پر؟ مدینے بھر میں کوئی گھر ہمارے برابر محتاج نہیں۔ رحمت عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یہ سن کر ہنسے یہاں تک کہ دندان مبارک ظاہر ہوئے ، اور فرمایا : جا اپنے گھر والوں کو کھلادے۔(صحیح البخاری)

مسلمانو! گناہ کا ایسا کفارہ کسی نے بھی نہیں سنا ہو گا سوا دو من کھجوریں سرکار سے عطا ہوتی ہیں کہ آپ کھالو، کفارہ ہو گیا۔ واللہ! یہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ رحمت ہے کہ سزا کو انعام سے بدل دے، ہاں ہاں یہ بارگاہ بیکس پناہ ان کی ایک نگاہ کرم کبیرہ گناہوں کو نیکیاں کر دیتی ہے اسی لئے تو اللہ پاک نے ہم گناہگاروں کو ان کا دروازہ بتایا کہ: وَ لَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَ اسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا(۶۴)

اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کر بیٹھے تھے تو اے حبیب! تمہاری بارگاہ میں حاضر ہو جاتے پھر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول (بھی) ان کی مغفرت کی دعا فرماتے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا، مہربان پاتے۔ (النساء:64)

یہ خاص اسی شخص کے لئے رحمت تھی آج کوئی ایسا کرے تو کفارہ سے چھٹکارا نہیں۔ (ابو داود)

7: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: عبد الرحمن بن عوف اور زبیر بن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے بدن میں خشک خارش تھی حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے انہیں ریشمی کپڑے پہننے کی اجازت دے دی۔ (بخاری)

8: براء بن عازب رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت ہے: ہمیں رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سونے کی انگوٹھی پہننے سے منع فرمایا۔ (مسلم)

مگر براء بن عازب رضی اللہ عنہ خود سونے کی انگوٹھی پہنتے تھے۔

محمد بن مالک نے کہا میں نے براء رضی اللہ تعالٰی عنہ کو سونے کی انگوٹھی پہنے دیکھا لوگ ان سے کہتے تھے آپ سونے کی انگوٹھی کیوں پہنتے ہیں حالانکہ نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے اس سے ممانعت فرمائی ہے۔ براء رضی اللہ تعالٰی عنہ نے فرمایا ہم حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر تھے حضور کے سامنے مال غنیمت کے غلام اور سامان موجود تھے حضور تقسیم فرمارہے تھے سب اونٹ بانٹ چکے یہ انگوٹھی باقی رہ گئی حضور نے نظر مبارک اٹھا کر اپنے اصحاب کرام کو دیکھا پھر نگاہ نیچی کرلی پھر نظر اٹھا کر ملاحظہ فرمایا پھر نگاہ نیچی کرلی پھر نظر اٹھا کر دیکھا اور مجھے بلایا اے براء! میں حاضر ہو کر حضور کے سامنے بیٹھ گیا حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انگوٹھی لے کر میری کلائی تھامی، پھر فرمایا پہن لے جو کچھ تجھے اللہ ورسول پہناتے ہیں صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔ (مسند احمد بن حنبل)

براء رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے: تم لوگ کیوں مجھے کہتے ہو کہ میں وہ چیز اتار ڈالوں جسے مصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فرمایا کہ لے پہن لے جو کچھ اللہ ورسول نے پہنایا۔

9: نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے سراقہ بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ سے فرمایا: تمہارا وہ وقت کیسا وقت ہو گا جب تمھیں کسریٰ بادشاہ ایران کے کنگن پہنائے جائیں گے۔ جب امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کے زمانے میں ایران فتح ہوا اور کسریٰ (ایران کے بادشاہ) کے کنگن، کمر بند اور تاج عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس لائے گئے تو امیر المومنین نے انہیں پہنائے اور اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر کہا: اللہ بہت بڑا ہے سب خوبیاں اللہ کو جس نے یہ کنگن کسریٰ بن ہرمز سے چھینے اور سراقہ دہقانی کو پہنائے۔ (دلائل النبوۃ للبیہقی)

میں (اعلی حضرت) کہتا ہوں: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا معجزہ تو اس بات کی خبر دینا ہے کہ سراقہ کسریٰ کے کنگن پہنے گا۔ چنانچہ اس کا صحیح ہونا تو ان کے کنگن پہننے سے ہو گیا، اور بے شک پہننا حرام ہے اور حرام ہونے کی شرط پہننا ہے۔ تو واضح ہے کہ یہ سراقہ رضی اللہ عنہ کے لئے نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف سے رخصت اور پہننے کی اجازت ہے۔

10: عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت ہے: غزوہ بدر میں حضرت رقیہ بنت رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم زوجہ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ تعالٰی عنہما بیمار تھیں سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے انہیں مدینہ طیبہ میں شہزادی کی دیکھ بھال کے

لیے ٹھہرنے کا حکم دیا اور فرمایا: بیشک تمہارے لئے بدر میں حاضر ہونے والوں کے برابر ثواب اور حاضری کے برابر غنیمت کا حصہ ہے۔(بخاری)

یہ خصوصیت حضرت عثمان کو عطا فرمادی حالانکہ جو جہاد میں حاضر نہ ہو غنیمت میں اس کا حصہ نہیں۔ سنن ابو داود میں انہیں سے ہے: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے لیے حصہ مقرر فرمایا اوران کے سوا کسی غیر حاضر کو حصہ نہ دیا۔(ابو داود)

11-سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے نماز عصر کے بعد نماز سے منع فرمایا۔(مسلم)

خود ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالٰی عنہا بھی اس ممانعت کو حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں۔(ابو داؤد)

جبکہ ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا عصر کے بعد دو رکعتیں پڑھا کرتیں۔(بخاری)

علماء فرماتے ہیں یہ ام المومنین کی خصوصیت تھی سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے ان کے لئے جائز کر دیا تھا۔(شرح الزرقانی)۔

12: ایک صاحب حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اس شرط پر اسلام لائے کہ میں صرف دو ہی نمازیں پڑھا کروں گا، نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے قبول فرمالیا۔(مسند احمد بن حنبل)

13: اگر امت کے مشقت میں پڑنے کا خیال نہ ہوتا تو میں ان پر ہر نماز کے وقت مسواک کرنا فرض کر دیتا۔(بخاری)

14: امت پر دشواری کا لحاظ نہ ہوتا تو میں ان پر فرض کر دوں کہ ہر نماز کے وقت وضو کریں اور ہر وضو کے ساتھ مسواک کریں۔(سنن النسائی)

میں(اعلی حضرت) کہتا ہوں حکم کی دو قسمیں ہیں:

پہلی: حتمی(لازمی) جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کام کرنا واجب اور نہ کرنا گناہ۔

دوسری: ندبی(غیر لازم) جس کا مطلب یہ ہے کہ کریں تو اچھا ہے اور نہ کرنے میں گناہ نہیں۔

یہاں جو فرمایا گیا کہ میں مسواک کو لازم کر دیتا اس میں ندبی تو پہلے ہی موجود ہے یعنی مسواک کرنا تو پہلے ہی مستحب تھا کہ کرو تو ثواب نہ کرو تو گناہ نہیں، یہاں جو نفی فرمائی

کہ اگر امت کے مشقت کا خوف نہ ہوتا تو لازم کر دیتا، یہاں ضرور حتمی کی نفی ہے یعنی لازم نہیں کیا مگر چاہتے تو کر دیتے۔

حتمی حکم کی بھی دو قسمیں ہیں:

پہلی: ظنی (غیر یقینی) جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ کرنا واجب ہے۔

دوسری: قطعی (یقینی) جس کا مطلب ہے کہ وہ کام کرنا فرض ہے۔

یہ یاد رکھیں کہ ظنی ہونا ہمارے حق میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم سب قطعی ہیں، ان کی بارگاہ میں ظنوں کی بالکل گنجائش نہیں۔

اب واضح ہو گیا کہ ان احادیث کا یہی مطلب ہے کہ میں چاہتا تو اپنی امت پر ہر نماز کے لئے تازہ وضو اور ہر وضو کے وقت مسواک کرنا فرض فرما دیتا مگر ان کی مشقت کے خیال سے میں نے فرض نہ کیا۔ احکام میں اختیارات کا اور کیا مطلب ہوتا ہے؟

نوٹ: اعلی حضرت کے کلام کو اپنے الفاظ میں آسان کر کے بیان کیا ہے۔

15: امت پر مشقت نہ ہوتی تو میں ان پر فرض کر دیتا کہ عشاء آدھی رات کو پڑھیں۔ (بخاری)

16: حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن پر امیر بنا کر بھیجتے وقت ان سے ارشاد فرمایا: مجھے معلوم ہے جو تمہاری آزمائشیں دین متین میں ہو چکیں اور جو کچھ قرضے تم پر ہو گئے ہیں عوام کے تحفے میں نے تمہارے لئے حلال طیب کر دئے جو تمہیں کچھ تحفہ دے لے لو۔(کنز العمال)

17: گھوڑوں اور غلاموں کی زکوۃ تو میں نے معاف کر دی پیسوں کی زکوۃ دو ہر چالیس درہم میں سے ایک درہم۔(احمد)

سواری کے گھوڑوں، خدمت کے غلاموں میں زکوٰۃ جو واجب نہ ہوئی نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "یہ میں نے معاف فرمادی ہے۔" ہاں کیوں نہ ہو کہ حکم ایک روف ور حیم کے ہاتھ میں ہے۔

18: میں تم پر حرام کرتا ہوں دو کمزوروں کی حق تلفی، یتیم اور عورت۔(کنز العمال)

19: بیشک اللہ اور اس کے رسول نے حرام کر دیا شراب اور مردار اور سور اور بتوں کا بیچنا۔(بخاری)

20: نشہ کی کوئی چیز نہ پیو کہ بیشک نشہ کی ہر چیز میں نے حرام کر دی ہے۔ (نسائی)

21: سن لو مجھے قرآن کے ساتھ اس کا مثل ملا یعنی حدیث۔ دیکھو کوئی پیٹ بھرا اپنے تخت پر بیٹھا یہ نہ کہے کہ یہی قرآن لے لو جو اس میں حلال ہے اسے حلال جانو جو اس میں حرام ہے اسے حرام مانو۔ جو کچھ اللہ کے رسول نے حرام کیا وہ بھی اسی کی مثل ہے جسے اللہ پاک نے حرام کیا۔ (احمد)

یہاں واضح طور پر حرام کی دو قسمیں فرمائیں: ایک وہ جسے اللہ پاک نے حرام فرمایا اور دوسرا وہ جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے حرام کیا۔ اور فرما دیا کہ وہ دونوں برابر ہیں۔

میں (اعلی حضرت) کہتا ہوں: اللہ بہتر جانتا ہے یہاں مراد حرام ہونے میں برابری ہے تو اس فرمان کے خلاف نہیں جہاں فرمایا گیا کہ اللہ کا فرض رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے فرض سے زیادہ قوی ہے۔

22: جہیش بن اویس نخعی رضی اللہ تعالٰی عنہ اپنے کچھ قبیلے والوں کے ساتھ نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو قصیدہ عرض کیا:

یارسول اللہ! حضور تصدیق لئے گئے ہیں حضور اللہ پاک سے ہدایت پانے میں بھی مبارک اور خلق کو ہدایت عطا فرمانے میں بھی مبارک حضور ہمارے لئے دین اسلام کے شارع ہوئے حالانکہ پہلے ہم گدھوں کی طرح بتوں کو پوج رہے تھے۔(الاصابہ فی تمیزالصحابۃ)

یہاں واضح طور پر تشریع(شریعت مقرر کرنے) کی نسبت حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی طرف ہے کہ شریعت اسلامی حضور کی مقرر کی ہوئی ہے اسی وجہ سے ہمیشہ سے علمائے کرام کے عرف میں حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو شارع کہتے ہیں۔

علامہ زرقانی شرح مواہب میں فرماتے ہیں: نبی پاک صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کو شارع کہنا مشہور و معروف ہے اس لئے کہ حضور نے دین متین و احکام دین کی شریعت نکالی۔(شرح الزرقانی)

اسی کو کافی سمجھیں کہ اس میں سب کچھ آگیا ایک لفظ شارع نے ہی تمام احکام تشریعیہ کو اپنے دامن میں لے لیا، میں نے یہاں وہ احادیث نقل نہیں کیں جن میں حضور کی طرف امر (حکم فرمانے) و نہی (منع کرنے) و قضا(فیصلہ فرمانے) و امثالہا (ان جیسے الفاظ) کی نسبت ہے کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے امر فرمایا۔رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے فیصلہ فرمایا۔ یہ الفاظ اتنی حدیثوں میں آئے ہیں جن کو جمع

کرنے کے لئے ایک بہت بڑی کتاب بھی کافی نہ ہو، اور خود قرآن عظیم ہی نے جو ارشاد فرمایا: **وَ مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُۗ-وَ مَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْاۚ-** اور رسول جو کچھ تمہیں عطا فرمائیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں منع فرمائیں تو تم باز رہو۔(الحشر:7)

مجھے تو یہ ثابت کرنا تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم احکام شریعہ سے صرف واقف نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا کہنا ہی شریعت ہے ،جیسا کہ وہ بدمذہب گمراہ تقویہ الایمان میں کہتا ہے کہ: انھوں نے فرمایا کہ سب لوگوں میں میری فضیلت صرف یہ ہے کہ اللہ کے احکام کو میں جانتا ہوں اور لوگ نہیں جانتے۔(تقویۃ الایمان)

مسلمانوں! انصاف کرو کہ اس جاہل نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے ان عظیم فضائل اور کمالات کو کس طرح مٹانے کی کوشش کی جن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی فضیلت تھی کہ کسی نبی و فرشتے کا بھی اس میں کوئی حصہ نہیں، سب لوگوں سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درجے کی بلندی بس اتنی ہے کہ لوگ جانتے نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم جانتے ہیں، تو انبیاء سے تو کچھ فضیلت رہی ہی نہیں کہ وہ بھی جانتے ہیں اور امتیوں سے بھی بس اتنی دیر افضل ہیں کہ جب تک وہ نہیں جانتے، جب وہ بھی جان جائیں گے تو اب کوئی فضیلت نہ رہی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

اللہ تعالی کی بے شمار رحمتیں ہوں علامہ شہاب خفاجی پر کہ نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں قصیدہ بردہ شریف کے اس شعر: "ہمارے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم صاحب امر و نہی ہیں، تو ان سے زیادہ ہاں اور نہ کے فرمانے میں کوئی سچا نہیں۔ کی شرح میں فرماتے ہیں: صاحب امر و نہی ہونے کے یہ معنٰی ہیں کہ حضور حاکم ہیں حضور کے سوا عالم میں کوئی حاکم نہیں، نہ وہ کسی کے محکوم، صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم۔(نسیم الریاض)

مکمل ہوا

نوٹ: الحمد للہ! اب تک 18 کتابیں پی ڈی ایف کی صورت میں آچکی ہیں جن میں سے 3 اعلی حضرت کے رسالوں کی تلخیص ہیں چند کتابیں یہ ہیں:

(۱) خلاصہ تراویح (۳۰ پاروں کا اردو خلاصہ)

(۲) نبی ہمارے بڑی شان والے (تلخیص تجلی الیقین)

(۳) والدین مصطفی جنتی جنتی (تلخیص شمول الاسلام)

(۴) قواعد المیراث

(۵) ھدایۃ البریۃ فی شرح الاربعین النوویہ (اربعین نوویہ کا اردو ترجمہ مع شرح)

(۶) اعلی حضرت اور فن شاعری

(۷) غزوہ بدر اور فضائل اہل بدر

(۸)جنت البقیع میں آرام فرما چند صحابہ کرام

(۹)درس سیرت

(۱۰)پیارے نبی کے پیارے نام

(۱۱)الادعیۃ النبویہ من الاحادیث المصطفویۃ(نبوی دعائیں)

(۱۲)شان ابو بکر (۱۳)خلافت فاروق اعظم (۱۴)فیضان عثمان غنی

میری دیگر تحریرات پڑھنے کے لئے ان لنکس پر جائیں

https://archive.org/details/@farazattari26

الحمد للہ ! مختلف کورسز کا سلسلہ بھی ہوتا رہتا ہے چند یہ ہیں:

(۱)فیضان بہار شریعت (۲)وارثت کورس (۳)توقیت کورس (۴)نماز کورس

(۵)زکوۃ کورس (۶)روزہ کورس (۷)چالیس احادیث (۸)باطنی بیماریوں کا علم

(۹)اصول حدیث (۱۰)اصول تفسیر